غزل

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مرجاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اُتر جاؤں گا

تیرا در چھوڑ کے میں اور کدھر جاؤں گا
گھر میں گھِر جاؤں گا صحرا میں بکھر جاؤں گا

تیرے پہلو سے جو اُٹھوں گا تو مشکل یہ ہے
صرف اک شخص کو پاؤں گا جدھر جاؤں گا

اب ترے شہر میں آؤں گا مسافر کی طرح
سایۂ ابر کی مانند میں گزر جاؤں گا

تیرا پیمانِ وفا راہ کی دیوار بنا
ورنہ سوچا تھا کہ جب چاہوں گا مرجاؤں گا

چارہ سازوں سے الگ ہے مرا معیار کہ میں
زخم کھاؤں گا تو کچھ اور سنور جاؤں گا

زندگی شمع کی مانند جلاتا ہوں ندیمؔ
بجھ تو جاؤں گا مگر صبح تو کر جاؤں گا

(بسیط، دسمبر ۱۹۸۹ء)

مشق

۱۔ اس غزل کا مطلع اور مقطع لکھ کر ان کی تشریح کریں۔

۲۔ اس غزل کے قوافی لکھیں۔

۳۔ درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیں۔
سمندر، صحرا، معیار، شمع، صبح۔

۴۔ شعر کی تشریح کریں۔
زندگی شمع کی مانند جلاتا ہوں ندیمؔ
بجھ تو جاؤں گا مگر صبح تو کر جاؤں گا

۵۔ تیرا در چھوڑ کے میں اور کدھر جاؤں گا
گھر میں گھِر جاؤں گا صحرا میں بکھر جاؤں گا

دو الفاظ جو تحریر میں بالکل یکساں ہوں لیکن اعراب میں فرق ہو، تجنیس محرف کہلاتے ہیں۔ درج بالا شعر میں لفظ ''گھر'' تجنیس محرف ہے۔ جو دو بار الگ الگ معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ دو ایسے اشعار لکھیں جن میں تجنیس محرف موجود ہو۔

۶۔ غزل کے آخری شعر میں تشبیہ استعمال ہوئی ہے۔ اس کے ارکانِ تشبیہ بیان کریں۔

۷۔ غزل کے مطابق درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیں:

ا۔ شاعر نے اپنے لیے کون سا استعارہ استعمال کیا ہے؟

ب۔ صحرا میں بکھرنے سے کیا مراد ہے؟

ج۔ تیسرے شعر میں شخص کا لفظ کس کے لیے استعمال ہوا ہے؟

د۔ شاعر کی موت میں کون سی چیز حائل ہے؟

ہ۔ زخم کھا کر سنورنے سے کیا مراد ہے؟